ترجمۃ القرآن قسط ۶

از: شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز علوی

قرآن اور وحی

قرآن کی اصطلاحی تعریف سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ قرآن وحی ہے اور خود قرآن کا اپنے بارے میں یہی دعوی ہے رسول اکرم ﷺ کی طرف سے سورۃ انعام میں اس دعوی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ

واوحی الیّ ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ (سورۃ انعام آیت نمبر۱۹)

اور یہ قرآن میری طرف اس لئے وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ تمہیں اور جن تک یہ پہنچے ان کو خبردار کروں۔ سورۃ یوسف میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا گیا ہے

نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک ھذا القرآن (آیت نمبر۳)

ہم آپ کو ایک بہترین سرگذشت سناتے ہیں کیونکہ ہم نے آپ کی طرف یہ قرآن وحی کیا ہے۔

اس لئے وحی کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور اس کی اقسام کا جاننا ضروری ہے تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ قرآن کا منبع و مصدر کونسی وحی ہے اور یہ کس صورت میں نازل ہوا ہے۔

وحی کا لغوی معنی

المعجم الوسیط میں ہے

(وحی) الیہ ولہ (یحی) وحیا: أشار و أومأ

اشارہ و رمز سے کام لیا (کلمہ بکلام یخفی علی غیرہ) دوسرے سے پوشیدہ رکھ کر اس سے گفتگو کی۔ کتب الیہ اس کی طرف لکھا و۔ امرہ اس کو حکم دیا۔ اللہ الیہ ارسل اس کو رسول بنایا۔ و۔ الھمہ و۔ سخرہ اس کو کام میں لگایا اور پابند کیا و۔ القوم وحیا صاحوا چیخے چلائے و۔ فلان الکلام الی فلان وحیا القاہ الیہ کلام کا اس کو القاء کیا و۔ الکتاب: کتبہ۔ خط یا کتاب کو لکھا۔ و۔ الذبیحۃ ذبحا ذبحاً وحیا۔ تیزی سے ذبیحہ کو ذبح کیا۔ (ج۲ ص۱۰۱۸)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

الوحی لغۃ الاعلام فی الخفاء والوحی ایضا الکتابۃ، والمکتوب والبعث، والالھام والایماء والاشارۃ والتصویت شیئاً بعد شیٔ۔ و قیل اصلہ التفھیم، و کل ما دللت بہ من کلام اوکتابۃ، او رسالۃ، او اشارۃ فھو وحی (فتح الباری ج۱ص۹)

لغوی طور پر وحی کا معنی مخفی طور پر اطلاع دینا ہے۔ نیز وحی کا معنی لکھنا، لکھا ہوا، بھیجنا، دل میں ڈالنا، ایماء اور اشارہ کرنا، آہستہ آہستہ بتدریج آواز نکالنا ہے۔ بعض کے نزدیک اصل معنی سمجھانا ہے اور ہر وہ طریقہ و ذریعہ جس سے اپنا مقصد سمجھا دیں کلام سے، لکھ کر، پیغام کے ذریعہ یا اشارے سے وہ "وحی" ہے۔

بقیہ: ناموران زندہ مولانا لیاقت علی

پانی کی وادیوں کو اہلحدیث سرفروشوں نے آباد کیا۔ یہ لوگ ہر تحریک میں ہر اول دستے کا کام کرتے رہے۔ ان کی خدمات کو کسی صورت فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

یہ تھے ہمارے سلف صورت مہ و خورشید
جو تجھ سے ہو سکے ان کا جواب پیدا کر

وحی کا شرعی و اصطلاحی معنی

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں وحی کا لفظ مصدر ہے اور اسم مفعول کے معنی میں آجاتا ہے یعنی موحیٰ، ھو کلام اللہ المنزل علی النبی ﷺ۔ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو نبی پر اتارا گیا ہو۔ علامہ زرقانی نے اپنی کتاب مناھل العرفان فی علوم القرآن (ج ۱ ص ۵۴) میں وحی کا شرعی مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

ان یعلم اللہ تعالیٰ من اصطفاہ من عبادہ کل ما اراد اطلاعہ علیہ من الوان الھدایہ والعلم ولکن بطریقة سریة خفیة غیر معتادة للبشر

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں میں سے کسی منتخب بندہ کو ہدایت و علم کی مختلف صورتوں کی اپنی منشا کے مطابق، انتہائی مخفی طریقہ سے جس کا انسان عادی نہیں ہے اطلاع دینا۔

آسان تعبیر یہی ہے کہ وحی سے شرعی طور پر وہ کلام مراد ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کسی نبی یا رسول پر نازل فرماتا ہے۔

قرآن میں لفظ وحی کا استعمال

قرآن میں لفظ وحی مندرجہ ذیل معانی کیلئے آیا ہے:

۱۔رمز و اشارہ:۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے کہ:

فخرج علی قومہ من المحراب فا وحی الیھم ان سبحوا بکرة و عشیا (مریم آیت ۱۱)

عبادت گاہ سے اپنی قوم کے سامنے آئے اور اسے رمز و اشارہ سے سمجھایا

کہ صبح و شام تسبیح بیان کرو۔

۲۔ دل میں ڈالنا یعنی القاء و الہام :۔

و او حینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ، واذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخا فی ولا تحزنی (سورۃ قصص آیت۷)

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام کیا کہ اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تمہیں اس کے بارے میں خطرہ محسوس ہو تو اس کو دریا میں ڈال دینا اور خوف و خطرہ اور غم میں مبتلا نہ ہونا۔

دوسری جگہ فرمایا:

و اذا و حیت الی الحواریّین ان آمنوا بی و برسولی (سورۃ مائدۃ آیت۱۱۱)

اور جب میں نے حواریوں کو القاء کیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔

۳۔ طبعی حکم یا فطرتی خاصہ :۔ یعنی کسی چیز کی فطرت و طبیعت میں کوئی چیز رکھ دینا جس کی وہ پابندی کرے۔

و اوحیٰ ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا و من الشجر و مما یعرشون (سورۃ نحل آیت۶۸)

اور تیرے ربّ نے شہد کی مکھی کی فطرت میں ودیعت کیا ہے کہ پہاڑوں اور درختوں اور لوگوں کے مکانوں کی چھتوں یا ٹٹیوں چھپروں پر رہنے کیلئے گھر بنا۔

دوسری جگہ فرمایا:

و اوحیٰ فی کل سماء امرھا (حم السجدۃ آیت۱۲)

اور ہر آسمان میں اس کا طبعی کام ودیعت فرمایا۔

۴۔ چپکے چپکے باتیں کرنا:۔

و کذالک جعلنا لکل نبی عدواشیطین الانس والجنّ یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غروراً (سورۃ انعام آیت۱۱۲)

اور اسی طرح ہم نے انسانوں اور جنوں کے اشرار کو ہر نبی کا دشمن بنایا وہ چپکے چپکے ایک دوسرے سے پر فریب باتیں کرتے ہیں دھوکا دینے کیلئے۔

۵۔ شیطان کا انسانی دلوں میں وسوسہ ڈالنا اور انسان کے سامنے شر کو بنا سنوار کر پیش کرنا:۔

و ان الشیاطین لیوحون الی اولیاء ھم لیجا دلو کم و ان اطعتموھم انکم لمشرکون (سورۃ انعام آیت۱۲۱)

بے شک شیطان اپنے ایجنٹوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم ان کا کہا مانو گے تو تم بھی مشرک ہوجاؤ گے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو حکم دینا:۔

اذ یوحی ربک الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین آمنوا (سورۃ انفال آیت۱۲)

اس وقت کو یاد کرو جب آپ کا ربّ فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں سو ایمان والوں کو جمائے رکھو۔

۷۔ رسولوں کی طرف وحی بھیجنا:۔

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ

ہم نے آپ کی طرف اس طرح وحی کی ہے جس طرح نوح اور اس کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف وحی کی۔

القاء والہام اور وحی میں فرق

لغوی طور پر وحی کا معنی القاء والہام بھی ہوتا ہے اور القاء کا معنی، ڈالنا، رکھ دینا یا پھینک دینا۔ قرآن مجید میں ہے:

فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین (الشعراء آیت۳۲)

انہوں نے اپنی لاٹھی کو پھینک دیا وہ اسی وقت ظاہر اژدھا بن گیا۔ دوسری جگہ فرمایا:

و اذا الارض مدت والقت ما فیھا وتخلت (انشقاق۴)

اور جب زمین پھیلادی جائے گی اور اس میں جو کچھ ہو گا وہ باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی۔ دوسری جگہ فرمایا:

والقی فی الارض رواسی ان تمید کم (لقمان آیت۱۰)

اور اس نے زمین میں بڑے بڑے پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ تمہیں لے کر ہچکولے نہ کھائے۔

ایک اور جگہ فرمایا:

والقینا بینھم العدواۃ والبغضاء (مائدہ آیت۶۴)

اور ہم نے ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا۔

الہام کا معنی لسان العرب میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

الالھام ما یلقی فی الروع

جو چیز دل میں ڈال دی جائے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں:

الالھام ان یلقی اللہ فی النفس امرا یحثۃ علی الفعل اوالترک

اللہ تعالیٰ دل میں ایسی چیز ڈال دے جو اسے کام کے کرنے یا چھوڑنے پر آمادہ کرے۔ المعجم الوسیط میں ہے:

الالهام: ایقاع شیٔ فی القلب یطمئن له الصدر

دل میں ایسی چیز ڈالنا جس سے دل کو اطمینان و تسکین حاصل ہو۔ و۔ ما یلقی فی القلب من معان و افکار۔ دل میں جو معانی اور افکار ڈالے جاتے ہیں۔ اقرب الموارد میں ہے:

القی الله فلانا خیرا: اوحی الیه به ولقنه ایاه و وفقه (ج۲ص۸۴۲) وفی الحدیث اسئلک رحمة من عندک تلهمنی بها رشدی (ج۲ص۱۱۶۶)

اس کی طرف خیر کا القاء کیا اور اسے خیر سکھائی اور اس کی توفیق دی۔ ایک حدیث میں دعا ہے میں تیری طرف سے ایسی رحمت کا سوال کرتا ہوں جس کے ذریعہ تو مجھے میری رشد و ہدایت کی توفیق دے۔ قرآن مجید میں ہے:

فالهمها فجورها وتقوها (الشمس آیت۸)

پھر اس کے دل میں برائی اور تقویٰ کا امتیاز رکھ دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے القاء والہام کا ایک معنی کسی چیز کا دل میں ڈال دینا ہے اور وحی، القاء اور الہام کا لفظ نبی اور غیر نبی دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن نبی اور غیر نبی کیلیے ان کا مفہوم الگ الگ ہے اور ان میں باہمی فرق ہے۔

۱۔ غیر نبی کا الہام حجت و دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ وہ ایک قلبی وجدان ہے جس میں غلطی یا غلط فہمی یا بد فہمی کا امکان و احتمال ہے۔ لیکن نبی کا الہام دلیل و برہان ہو گا۔ اس میں غلطی کا امکان نہیں ہے کیونکہ نبی کو کسی ایسی بات پر قائم نہیں

رہنے دیا جو اللہ تعالیٰ کی منشاء و مرضی کے خلاف ہے۔ غیر نبی کو یہ تحفظ حاصل نہیں۔

۲۔ غیر نبی کے الہام سے کوئی حکم شرعی ثابت نہ ہو سکتا۔ اسی کو قرآن و سنت کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا۔ لیکن نبی کا الہام چونکہ حجت و دلیل ہے اس لیے اس سے حکم شرعی ثابت ہو سکے گا۔

۳۔ غیر نبی کے الہام میں کسب کا بھی دخل ہوتا ہے لیکن الہام نبی، نبوت کی طرح وھبی ہے کسبی نہیں۔

۴۔ غیر نبی کے الہام میں صرف کشف معنوی ہے لیکن نبی کا الہام نبی کی وحی کی ایک صورت ہے جس میں کشف لفظاً و معناً دونوں طرح ہو سکتا ہے۔

بقیہ : لغات الحدیث

۲۵/۲) البتہ اگر امام خطابی کی مراد بفتح الباء کے ساتھ ساتھ بدون ہمزہ بھی ہے تو ان کا قول بجا ہے کہ یہ لفظ عامہ الناس خرا بفتح الخاء اور بدون ہمزہ ادا کرتے ہیں جو درست نہیں۔ (المنجد ص ۱۷۲) اس کلمہ میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ خراءۃ بفتح الخاء کو مصدر قرار دیا جائے بمعنی "قضائے حاجت" اور بکسر الخاء اسم ٹھہرے بمعنی العذرۃ والغائط۔ جیسا صاحب النہایہ نے یہ قول جوہری سے نقل کیا ہے اور اسی طرح تلخیص للنہایہ میں امام سیوطی نے ذکر کیا ہے۔